شاعری: پاکستان میں اقبال کے تصور فرنگی سےنو استعماری ذہنیت

Poetry: Iqbal’s concept of farangi to neo-colonial mindset and its relevance in Pakistan

غلام علی[1] ,محمد معاذ عارف[2]

[1]اوکاڑہ یونیورسٹی، اوکاڑہ، پاکستان

[2]اسلامک میسجنگ سسٹم، پاکستان

Ghulam Ali[1], Muhammad Maaz Arif[2]

[1]Okara University, Okara, Pakistan

[2]Islamic Messaging System, Pakistan

تحریر: جنوری-جون 2025

تعارف:

علامہ اقبال نے اکثر مغربی تہذیب بالخصوص اس کی مادیت پرستی، سامراجیت اور اخلاقی زوال کے لیے "فرنگ" (فرنگ) کی اصطلاح استعمال کی۔ انہوں نے مغربی سائنس اور نظم و ضبط کی تعریف کرتے ہوئے اس کے روحانی خالی پن اور نوآبادیاتی رویوں پر تنقید کی۔ فرنگ پر ان کی شاعری کی چند طاقتور سطریں یہ ہیں

ڈھونڈ رہا ہے فرنگ عیش جہاں کا دوام

وائے تمنائے خام وائے تمنائے خام! [1]

فرنگ سے بہت آگے ہے منزلِ مسلمان
قدم اٹھا! یہ مقام انتہائے راہ نہیں[2]

نو استعماری ذہنیت ایک ایسا فکری، سیاسی اور معاشی ڈھانچہ ہے جس میں بظاہر آزادی کے باوجود ترقی پذیر ممالک بالواسطہ طور پر مغربی طاقتوں کے زیرِ اثر رہتے ہیں۔ اگرچہ رسمی طور پر پاکستان ایک خودمختار ریاست ہے مگر معاشی، تعلیمی، ثقافتی اور فکری سطح پر مغربی اثرات کی گہری چھاپ نمایاں ہے۔ آج کے دور میں یہ استعماری قوتیں بندوق، توپ یا قبضے کے ذریعے نہیں بلکہ نظریات، تعلیمی نظام، میڈیا، مالیاتی اداروں اور گلوبلائزیشن کے خوشنما نعروں کے ذریعے قوموں کی خودی کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہیں[3]۔

پاکستان میں یہ ذہنیت تعلیمی اداروں، مذہبی بیانیے، سیاسی نظام اور معاشی پالیسیوں میں گہرائی سے پیوست ہو چکی ہے۔ مغربی سرمایہ دارانہ نظام نے فرد کے ضمیر، معاشرتی انصاف، روحانی قدروں اور قومی خودداری کو پسِ پشت ڈال دیا ہے۔ یہ اشعار اس پس منظر میں ایک مزاحمتی اور بیدار کن صدا کی حیثیت رکھتے ہیں۔

شاعری میں ابلیسی نظام کا حوالہ اس بات کی علامت ہے کہ کس طرح انسانی اقدار کو استحصالی نظام کے تحت مسخ کیا جا رہا ہے۔ تعلیمی ادارے، جو کبھی کردار سازی اور علم کے قلعے ہوا کرتے تھے، اب صرف تجارتی مراکز بن چکے ہیں جہاں علم فروخت ہوتا ہے اور ضمیر نیلام۔ ایسے ماحول میں شاعر اپنے قلم کے ذریعے سچ بولنے، ضمیر کو جگانے، اور باطل کے مقابل حق کی صدا بلند کرنے کا بیڑہ اٹھاتا ہے۔

یہ تخلیق دراصل ایک فکری انقلاب کی دعوت ہے، ایک ایسی شعوری بیداری جو نوجوان نسل کو مغربی ذہنی غلامی سے نجات دلا کر ایک باوقار، خودمختار اور خدا پر توکل رکھنے والی ملت کی تشکیل کی طرف راغب کرے۔

ابلیس کی اداروں میں حاکمیت

ابلیس کا سکہ چلا علم کے دربار میں

حق کا چراغ بجھ گیا ظلم کی مینار میں

لب پر وفا کے نام تھے دل میں مگر فریب

سوچا نہ کس کا خون ہے ان کے ہر اقرار میں

حاکم ہیں وہ جو بیچ دیں ایمان کا لباس
تقدیر لکھ رہے ہیں وہ کفر کے اشعار میں

مسند پہ بیٹھ کر یہ سمجھتے ہیں وہ خدا
زنجیر تک نہیں رہی عدل کے دربار میں

وہ علم جس سے کھلتے تھے صدق و صفا کے باب
اب بیچا جا رہا ہے بازار کے معیار میں

ہم پوچھتے ہیں کون ہے ذمہ دار آج؟
ابلیس یا وہ جو چھپے ہیں اس کے کردار میں

پاکستان میں مغربی سرمایہ دارانہ نظام

جو دیکھنے میں چمکدار ہو، وہ سونا نہیں ہوتا،
ہر شورش کا سپاہی، کبھی مولا نہیں ہوتا۔

امریکہ کی گرج ہو، کہ ہو اسرائیلی آتش،
ایمان کے مقابل کوئی شعلہ نہیں ہوتا۔

ظلمت کی جو بنیاد ہو، وہ قلعہ ڈھ ہی جاتا،
باطن سے جو کمزور ہو، وہ ہارا نہیں ہوتا۔

چمکتے ہتھیاروں سے جنگ جیتی نہیں جاتی،
جو دل میں خدا رکھے، وہ تنہا نہیں ہوتا۔

مسلمان اگر جاگے، تو کہرام مچ جائے،
باطل کا کوئی خیمہ، سر اُٹھا نہیں ہوتا۔

اے مردِ حق! جاگ اُٹھ، صداقت کی صدا دے،
رب کے سہارے والا کبھی تنہا نہیں ہوتا۔

کہتا ہے معاذ یہ، جو حق پہ ڈٹا رہتا،
باطل کا تکبر بھی کبھی باقی نہیں ہوتا۔

تعلیمی گھر منقطع

یہ علم کے گھر تھے، مگر اب بازار ہو گئے،
رشتے تھے جو روشن، وہ بھی تار تار ہو گئے۔

ہر ایک چالاکی میں آگے بڑھا یہاں،
استاد بھی شاگرد سے خبردار ہو گئے۔

پوجا ہوئی کرسی کی، کردار مر گیا،
ضمیر کے سودے یہاں سرِعام ہو گئے۔

پروفیسر بھی سچ کہہ نہ سکے خوف سے،
جو بولے حق، وہ ہی گناہگار ہو گئے۔

ہر شخص دوسرے کی کرسی کھینچتا رہا،
دل کے تعلق، خواب کے شہکار ہو گئے۔

گندی سیاستوں میں بٹا ہر اک ادارہ،
علم و محبت کے در و دیوار ہو گئے۔

محبت، خلوص، عزتیں سب گم ہو گئیں،

رشتے بھی اب مطلب کے کاروبار ہو گئے۔

خودی کو بیچ کر جو نام پاتے

خودی کو بیچ کر جو نام پاتے جا رہے ہیں

وہی ایمان کی دولت گنوا تے جا رہے ہیں

وطن کے نام پر امت بٹی ہے فرقوں میں

خلافتوں کے خواب بھی مٹاتے جا رہے ہیں

نہ پوچھو قومیت کا زہر کیا کرتا ہے

یہ بُت دلوں میں آہستہ بساتے جا رہے ہیں

خدا کا نام لے کر قتل، نفرت، ظلم، جنگ

یہ کون لوگ ہیں جو رب سے ڈراتے جا رہے ہیں؟

اٹھو، کہ وقت ہے پھر سے صفیں درست کرنے کا

ہم اپنی خاک میں آگ لگاتے جا رہے ہیں

یقین، خودی، عمل کا پیغام عام ہو

یقین، خودی، عمل کا پیغام عام ہو

فکرِ اقبال کا ہر دل میں احترام ہو

نوجوانوں میں پھر وہی شعلہ بھڑک اٹھے

جو جگا دے ضمیر، اور بیدار نظام ہو

علم، ہنر، ادب میں ہو رہبری کا نور
نقشِ قدم پہ اقبال کے، ہر اِک گام ہو

غلامی سے نکلے قوم، ہو آزاد فکر
ہر سخن میں صدائے "لا" کا کلام ہو

معاذ کہے، اٹھو اب قافلے کے ساتھ چلو
کہ وقت کا تقاضا ہے، کوئی پیغام ہو

خلاصہ:

اس مجموعہ شاعری میں پاکستان میں موجود نو استعماری ذہنیت اور اس کے اثرات کو گہرائی سے بیان کیا گیا ہے۔ اشعار میں دکھایا گیا ہے کہ کس طرح تعلیمی ادارے تجارتی مراکز بن چکے ہیں، سچائی اور دیانتداری جیسے اقدار قصۂ پارینہ بن چکے ہیں، اور مغربی سرمایہ دارانہ اثرات نے قوم کی روحانی و فکری بنیادوں کو کمزور کر دیا ہے۔ شاعری میں ابلیسی کرداروں کو آج کے اداروں اور نظام میں چھپے چہروں سے جوڑا گیا ہے۔

ان تمام نظموں میں ایک مشترکہ پیغام ہے: جاگو، سوچو، اور بدلو۔
یہ اشعار کسی مخصوص طبقے پر تنقید نہیں بلکہ پورے معاشرے کے لیے ایک آئینہ ہیں۔ شاعر کا مقصد صرف دکھانا نہیں بلکہ جگانا ہے۔ یہ شاعری محض ادبی تخلیق نہیں بلکہ ایک فکری تحریک ہے، جو نوجوانوں، طلباء، اساتذہ، اور اہلِ قلم کو دعوت دیتی ہے کہ وہ سچ بولیں، حق پر ڈٹیں، اور باطل نظام کے خلاف علم و عمل کی روشنی پھیلائیں۔

حوالہ جات:

1. (Bal-e-Jibril-061) Dhoond Raha Hai Farang Aysh-e-Jahan Ka Dawam
2. Iqbal, Muhammad. "Bal-e-Jibril", poem: "Tulu‘-e-Islam".
3. Nawaz MS. Neocolonialism through Neo-Liberal Institutionalism: Unleashing FATF’s Manipulation of Pakistan driving Policy Changes. Pakistan Social Sciences Review. 2025 Jan 10;9(1):87-101.